Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 02, July-September 2024, **PP**: 89-99
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

خرید وفروخت کے جواز اور عدم جواز کے اعتبار سے مبیعات کی اقسام

Categories of Goods Based on the Permissibility and Prohibition of Trade

1. Maqsood Ahmad maqsoodpk40@gmail.com	*Ph. D Scholar,* *Institute of Islamic Studies,* *University of the Punjab, Lahore.*
2. Dr. Ihsan ur Rahman Ghauri ihsan.is@pu.edu.pk	*Associate Professor,* *Institute of Islamic Studies,* *University of the Punjab, Lahore.*

How to Cite:	Maqsood Ahmad and Dr. Ihsan ur Rahman Ghauri. 2024: "Categories of Goods Based on the Permissibility and Prohibition of Trade". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (02): 89-99.
Article History:	**Received**: 28-07-2024 · **Accepted**: 28-08-2024 · **Published**: 17-09-2024

Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest

Abstract & Indexing

DRJI · Advanced Sciences Index · Advanced Science Index · CiteFactor · Asian Research Index · SCI · Google Scholar · اردو جرائد اشاریہ · تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ · ADL Asian Digital Library · EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

خرید وفروخت کے جواز اور عدمِ جواز کے اعتبار سے مبیعات کی اقسام

Categories of Goods Based on the Permissibility and Prohibition of Trade

1. **Maqsood Ahmad**
Ph. D Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.
maqsoodpk40@gmail.com

2. **Dr. Ihsan ur Rahman Ghauri**
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.
ihsan.is@pu.edu.pk

Abstract

This paper explores the classification of goods based on Islamic principles of trade, focusing on the permissibility (*Ḥalāl*) and prohibition (*Ḥarām*) of various products in commerce. Drawing on primary sources from Islamic jurisprudence (*Fiqh*), the study categorizes goods into distinct groups: *Ḥalāl* (permissible), *Ḥarām* (forbidden), and *Makrūh* (discouraged). The analysis addresses ethical considerations, social impact, and religious obligations associated with trading specific items, including food, financial products, and services. It also examines how contemporary challenges, such as the rise of digital and global markets, influence the interpretation of these categories. This study aims to provide a clear framework for traders and businesses to operate in compliance with Islamic law, promoting ethical and socially responsible commerce.

Keywords: *Goods, Trade, Islamic Law, Products, Market, Commerce.*

تعارف

خرید وفروخت انسانی زندگی کا لازمی جزو ہے اور اسلام زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے والا ایک جامع اور مکمل دین۔ دینِ اسلام نے طہارت کے مسائل سے لے کر کفن دفن کے مسائل تک زندگی کے تمام پہلوؤں پر یا تو تفصیلاً رہنمائی فراہم کی ہے یا کم از کم ایسے اصول وضوابط بیان کر دیے ہیں جن سے رہنمائی لے کر ہم زندگی کے کسی بھی میدان میں پیش آنے والے نئے مسائل کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔ بازار میں طے پانے والے معاملات کے حوالے سے بھی شریعت اسلامیہ میں مفصل رہنمائی موجود ہے۔ ان سطور میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ شریعت اسلامیہ کے نقطۂ نظر سے کن اشیاء کو فروخت کرنا جائز اور کن اشیاء کو فروخت کرنا ناجائز ہے۔ خرید وفروخت کے جائز یا ناجائز ہونے کے اعتبار سے ہم مبیعات کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:

مفید طاہر

شریعت اسلامیہ نے حلال چیزوں کی کوئی فہرست مہیا نہیں کی کیونکہ اباحتِ اصلیہ کے پیش نظر تمام چیزیں انسانوں کے لیے حلال اور جائز الاستخدام ہیں۔ جن چیزوں کو ہم استعمال کر سکتے ہیں ان کی خرید وفروخت بھی جائز ہے۔ اس لیے وہ تمام چیزیں جو پاک ہیں اور ان میں کوئی ایسی خوبی بھی موجود ہے جس سے انسان کوئی بھی جائز فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، ان چیزوں کی خرید وفروخت جائز ہے خواہ ان چیزوں کو کھانا حرام ہی کیوں نہ ہو، سوائے ان چیزوں کے جنہیں خریدنے یا فروخت کرنے سے شریعت اسلامیہ نے منع کر دیا ہو جیسے بلی یا قربانی کا گوشت۔ تمام چیزوں کے استعمال اور خرید وفروخت کے جواز کی دلیل یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً۔[1]

اللہ وہ ہے جس نے زمین میں سب کچھ تمہارے لیے پیدا کیا۔

اس آیت کو اصولیین اور مفسرین نے اباحتِ اصلیہ کی دلیل بنایا ہے یعنی اصل یہی ہے کہ جب تک کسی چیز کی حرمت کی کوئی دلیل نہ پائی جائے تب تک ہر چیز کو استعمال کرنا جائز ہے۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ روضۃ الناظر میں فرماتے ہیں:

وقددل السمع على الإباحةعلى العموم بقوله تعالى:هُوَالَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَافِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔[2]

سمعی دلائل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ عمومی طور پر اباحت پر دلالت کرتے ہیں: وہ ذات جس نے زمین میں موجود سب کچھ تمہارے لیے پیدا کیا۔

شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ اصل میں چیز کی حلت و حرمت کے بارے میں ابن قدامہ رحمہ اللہ کے بیان کردہ موقف پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الأول:أنهاعلى الإباحة وهوالذي يميلُ إليه المؤلف واستدل بقوله تعالى:هُوَالَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًافإنَّه تعالى امتنَّ على خلقه بمافي الأرض جميعًا ولايمتن إلَّا بمباح إذْ لامنَّةَفي محرَّم۔[3]

چیز کی اصلی طور پر حلت یا حرمت کے بارے مذاہب میں سے پہلا مذہب یہ ہے کہ اصل حلت ہے اور مؤلف کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: وہ ذات جس نے زمین میں موجود سب کچھ تمہارے لیے پیدا کیا" سے استدلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین میں موجود چیزوں کو پیدا کرنے کا احسان جتلایا ہے اور احسان صرف مباح چیز کا ہی جتلایا جاتا ہے کیونکہ حرام میں تو کوئی احسان نہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین پر موجود چیزوں کو پیدا کرنے کا جو احسان جتلایا ہے وہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو زمین پر موجود تمام چیزوں کو استعمال کرنے کا اختیار دیا ہے کیونکہ یہ عقلی طور پر محال ہے کہ کوئی آپ کو کوئی چیز دے اور اسے استعمال کرنے یا اس سے فائدہ حاصل کرنے سے منع کر دے اور پھر آپ پر احسان جتلائے کہ میں نے تمہیں فلاں چیز دی تھی۔ جب اس نے آپ کو اس چیز کو استعمال کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں دیا تو پھر اسے احسان جتلانے کا حق بھی نہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں ابن عاشور رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ان اصل استعمال الاشياء فيما يراد له من انواع الاستعمال هو الاباحةحتى يدل على عدمها لانه جعل مافى الارض مخلوقا لاجلناوامتن بذلک علينا۔[4]

چیزوں کو جتنی بھی طرح استعمال کیا جاتا ہے ہر طرح کا استعمال جائز ہے حتی کہ کوئی ایسی دلیل ہو جو عدم جواز پہ دلالت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں موجود ساری چیزیں ہمارے لیے پیدا کی ہیں اور اس بات کا ہم پر احسان بھی جتلایا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر موجود ساری چیزیں ہمارے لیے پیدا کی ہیں تو ہمارے لیے جائز ہے کہ ان چیزوں کو جس طرح بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، ہم استعمال کریں۔ وہ استعمال ان چیزوں کو کھانا پینا بھی ہو سکتا ہے، ان سے کوئی اور فائدہ حاصل کرنا بھی ہو سکتا ہے یا انہیں بیچنا بھی ہو سکتا ہے۔ الغرض ہر چیز کا ہر ممکن استعمال جائز ہے، جب تک شریعت کی طرف سے کوئی ایسی دلیل نہ آ جائے جو مذکورہ امور میں سے کسی ایک کو مستلزم ہو:

- کسی چیز کے اصلی اور بڑے استعمال کو حرام قرار دے دے۔

- اس کے مختلف استعمالات میں سے کسی ایک خاص استعمال کو حرام قرار دے دے۔
- کسی چیز کے ہر استعمال کو حرام قرار دے دے۔

کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کے مختلف استعمالات میں سے شریعت نے کوئی ایک استعمال حرام کر دیا۔ اگر کسی چیز کا کوئی مخصوص استعمال حرام ہے اور اس کا کوئی جائز استعمال موجود ہے تو اس کا مطلب ہے وہ چیز انسانوں کے لیے مفید ہے، تو اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے، جیسے شریعت اسلامیہ نے گھریلو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا لیکن گھریلو گدھے پاک بھی ہیں اور ان کے جائز اور مفید استعمال بھی موجود ہیں جیسے سواری کرنا، سامان لادنا اور انہیں نسل کشی کے لیے استعمال کرنا۔ لہذا ان کی خرید و فروخت جائز ہے۔ شریعت نے صرف انہیں کھانا حرام کیا ہے، ان کے تمام استعمال حرام نہیں۔ اگر کوئی شخص گدھے کی خرید و فروخت کرے تو یہ جائز ہے لیکن اگر آپ کو پتہ ہے کہ اس آدمی نے گدھا خرید کر کھانا ہے تو اسے گدھا فروخت کرنا ناجائز ہو گا اور اس پر وہ حدیث صادق آئے گی جس کا آگے ذکر آ رہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو حرام کیا تو اس کی قیمت بھی حرام کر دی۔

بعض اشیاء ایسی ہیں جن کے طاہر ہونے کے باوجود شریعت اسلامیہ نے ان کی خرید و فروخت ناجائز قرار دی ہے۔ وہ صرف چند چیزیں ہیں۔ جس چیز کے بارے میں کوئی ایسی دلیل موجود ہو گی اس کے طاہر اور مفید ہونے کے باوجود اس کی خرید و فروخت کو ناجائز قرار دیا جائے گا۔ اس کی چند مثالیں یہ ہیں:

1. **بلی:** رسول اللہ ﷺ نے بلی کی خرید و فروخت سے منع کیا۔ صحیح مسلم کی روایت ہے:

عن ابی الزبیرقال:سالت جابرا عن ثمن الکلب والسنور؟قال :زجرالنبیﷺعن ذلک۔[5]

ابو زبیر سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کتے اور بلی کی قیمت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے اس سے جھڑک کر روکا ہے۔

2. **قربانی کا گوشت اور چمڑا:** یہ چونکہ صدقہ ہوتا ہے اس لیے قربانی کا گوشت، اس کی جلد یا کوئی بھی چیز فروخت نہیں کی جا سکتی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

امرنی رسول اللہﷺان اقوم علی بدنه،ان اتصدق بلحمهاوجلودهاواجلتها،وان لااعطی الجزارمنها۔ قال:نحن نعطیه من عندنا۔[6]

رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں اور یہ کہ ان کا گوشت، کھالیں اور جھولیں صدقہ کروں نیز ان میں سے قصاب کو بطور اجرت کچھ بھی نہ دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم اس کو اپنے پاس سے (اجرت) دیں گے۔

اسی طرح ایک روایت کا مفہوم ہے کہ جس نے اپنی قربانی کی کھال فروخت کی اس کی قربانی نہیں ہوتی۔[7]

3. **مردوں کے لیے سونا اور ریشمی لباس:** شریعت اسلامیہ نے مردوں کے لیے سونا اور ریشمی لباس پہننا حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے مردوں کے لیے سونے کے زیورات اور ریشمی لباس بنانا اور ان کی خرید و فروخت ناجائز ہو گی۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رسول اللہ ﷺقال احل الذهب والحریرلاناث امتی وحرم علی ذکورها۔[8]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا اور ریشم (پہننا) میری امت کی عورتوں کے لیے حلال جبکہ مردوں پر حرام ہے۔

غیر مفید

وہ چیزیں جن کا کوئی بھی مفید استعمال موجود نہیں ان کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے کیونکہ ان پر مال خرچ کرنا مال کا ضیاع ہے جس سے شریعت اسلامیہ نے مسلمانوں کو منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الله حرم عليكم عقوق الامهات ووادالبناتومنعاوهات وكره لكم قيل وقال وكثرةالسوال واضاعةالمال۔[9]

اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں (اور باپ) کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ در گور کرنا، (لازم حق کی) ادائیگی نہ کرنا اور (دوسروں کا مال ناجائز طریقہ پر) دبالینا حرام قرار دیا ہے۔ اور فضول گفتگو، کثرتِ سوال اور مال ضائع کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

غیر مفید چیزوں کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1. پہلی قسم میں ایسی چیزیں شامل ہیں جن میں حسی طور پر کوئی نہ کوئی فائدہ موجود ہے لیکن شریعت نے اس فائدے کو حرام قرار دے دیا تو گویا شرعاً ان چیزوں میں کوئی فائدہ موجود ہی نہ رہا۔ جیسے لہو لعب، موسیقی کے آلات اور نشہ آور اشیاء۔ ان چیزوں میں اگرچہ ظاہری طور پر فائدہ موجود ہے لیکن شریعت نے اس فائدے کو حرام قرار دے دیا ہے اس لیے شریعت کی نظر میں ان کا فائدہ کالعدم ٹھہرا۔ اس لیے ایسی چیزوں کی خرید و فروخت حرام ہو گی۔
2. وہ چیزیں جن میں واقعی حسی اور شرعی طور پر بھی کوئی فائدہ نہیں جیسے غیر مفید حشرات وغیرہ۔ ان کی خرید و فروخت بھی ناجائز ہو گی۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

يحرم بيع الحشرات، أما دود القزِّ فيجوز بيعه؛ لأنَّه يُنتفع به۔[10]

حشرات کی بیع ناجائز لیکن ریشم کے کیڑے کی خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ اس میں فائدہ موجود ہے۔

ریشم کے کیڑوں کی طرح کچھ خاص نسل کے کینچوے آرگینک کھاد بنانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور مختلف ملکوں سے درآمد کیے جاتے ہیں۔ ان میں فائدہ موجود ہونے کی وجہ سے ان کی خرید و فروخت بھی جائز ہو گی اور اسی طرح اگر حشرات میں سے کسی اور چیز میں کوئی اس طرح کا جائز فائدہ موجود ہو تو اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہو گی۔ البتہ غیر مفید حشرات کی طرح گھر میں ڈیکوریشن کے لیے رکھے جانے والے مجسموں وغیرہ کی خرید و فروخت بھی حرام ہو گی کیونکہ ان میں کوئی فائدہ بھی نہیں اور وہ بتوں کے مشابہ بھی ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وكل ما لا منفعة فيه۔۔۔فأرى والله تعالى أعلم أن لايجوزشراؤه ولا بيعه۔۔۔لأنه لا معنى للمنفعة فيه حيا ولا مذبوحا ولا ميتا فإذا اشترى هذا أشبه أن يكون أكل المال بالباطل۔[11]

ہر وہ چیز جس میں کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ واللہ تعالیٰ اعلم میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی خرید و فروخت جائز نہیں۔۔۔ کیونکہ اس میں زندہ حالت میں، ذبح شدہ حالت میں یا مردہ حالت میں کسی بھی صورت میں فائدے کا کوئی معنی ہی موجود نہیں ہے۔ جب کوئی اسے خریدے گا تو یہ مال کو باطل طریقے سے کھانے کے مترادف ہو گا۔

اسی طرح مذکورہ مسئلہ کے بارے میں امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وجه عدم جوازبيع مالانفع فيه مطلقاهوكونه من أكل أموال الناس بالباطل ومن إضاعة المال۔[12]

جس چیز میں فائدہ نہیں اس کی خرید و فروخت کے مطلقاً ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگوں کے مال کو باطل

طریقے سے کھانا اور مال کو ضائع کرنا ہے۔

فروخت کرنے والے کے لیے ان چیزوں کی قیمت لینا اس لیے جائز نہیں کہ وہ ایک ایسی چیز دے رہا ہے جس کا سرے سے کوئی فائدہ ہی نہیں۔ گویا وہ لوگوں کا مال بغیر عوض ناجائز طریقے سے حاصل کر رہا ہے۔ خریدار کے لیے وہ چیز خریدنا اس لیے جائز نہیں کہ بے فائدہ چیز کی قیمت دینا اپنے مال کو تلف کرنے کے مترادف ہے جس کی شرع میں ممانعت ہے۔

نقصان دہ

مذکورہ بالا سطور میں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ وہ چیزیں جو انسان کے لیے بالکل غیر مفید ہیں ان کی خرید و فروخت ناجائز ہو گی۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو صرف انسان کے لیے غیر مفید ہی نہیں بلکہ نقصان دہ ہیں تو ان چیزوں کی خرید و فروخت بہ طریقِ اولیٰ حرام ہو گی، جیسے تمباکو، سگریٹ، پان، گٹکا اور اس قبیل کی تمام مضر اشیاء کیونکہ انہیں استعمال کرنا مال کے ضیاع کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف بھی ہے۔ اسی طرح موذی جانور جیسے سانپ اور بچھو وغیرہ ان کو خریدنا بھی ناجائز ہو گا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اکرم ﷺ سے شریعت اسلامیہ کا ایک اصول روایت کرتے ہیں کہ نہ تو پہلے پہل کسی کو نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا جائز ہے اور نہ ہی بدلے میں کسی کو نقصان اور تکلیف پہنچانا۔ اس اصول کو "لاضرر ولاضرار" کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔[13] گویا کہ کسی کو تکلیف پہنچانا بہر صورت ممنوع ہے۔ جب کسی کو نقصان پہنچانا اور تکلیف دینا جائز نہیں ہے تو اپنے لیے کوئی ایسی چیز استعمال کرنا بہ طریقِ اولیٰ ممنوع ہو گا۔ اسی طرح فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُلْقُواْ بِأَيۡدِيكُمۡ إِلَى ٱلتَّهۡلُكَةِ۔[14]

اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اس آیت کی تفسیر میں امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

التهلكة كل شئ يصير عاقبته الى الهلاك اى ولا تاخذوافى ذلک۔[15]

التَّهْلُكَةُ ہر وہ چیز جس کا انجام ہلاکت ہو۔ تو آیت کا مفہوم یہ ہے کہ تم ایسا کام نہ کرو۔

اس طرح کی تمام مضر اشیاء سے انسان خود بچ سکتا ہے لیکن اگر انسان انہیں استعمال کرے تو ان کا انجام ہلاکت ہے اس لیے ان چیزوں کو استعمال کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے اور ان کی خرید و فروخت بھی ناجائز اور حرام ہے۔

نجس

نجس چیزوں کی خرید و فروخت مطلقاً حرام ہے خواہ ان میں کوئی فائدہ موجود ہو یا نہ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں نجس اشیاء میں سے مردار کی تمام صورتوں کو حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ۔[16]

اس آیت میں اللہ رب العزت نے جن اشیاء اور جانوروں کو حرام کیا ان میں:

- مردار۔
- خون۔
- خنزیر۔

- غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا جانور۔
- گلا گھونٹ کر مارا جانے والا جانور۔
- بلندی سے گر کر مرنے والا جانور۔
- چوٹ سے مرنے والا جانور۔
- سینگ لگنے سے مرنے والا جانور۔
- درندوں کا مارا ہوا جانور الا یہ کہ اسے ذبح کر لیا جائے۔
- غیر اللہ کے آستانوں پر ذبح کیا گیا۔
- قسمت کے احوال کے لیے تیر پانسوں کا استعمال۔

قرآن میں دیگر مقامات پر بھی ان جانوروں اور اشیاء کی حرمت کا ذکر موجود ہے۔ نیز ان کے لیے رجس اور عمل الشیطان کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس سب میں اشارہ ہے کہ ان تمام کا استعمال شرعاً منع ہے۔ جب ان کا استعمال منع ہے تو خرید و فروخت بھی منع ہو گی۔ نجاسات کی خرید و فروخت کی حرمت کی دلیل حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے بھی ملتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے سال آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهَا يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ۔[17]

بے شک اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، سور اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دے دیا ہے۔ اس پر پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اسے ہم کشتیوں پر ملتے ہیں۔ کھالوں پر اس سے تیل کا کام لیتے ہیں اور لوگ اس سے اپنے چراغ بھی جلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے۔ اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ اللہ یہودیوں کو برباد کرے اللہ تعالیٰ نے جب چربی ان پر حرام کی تو ان لوگوں نے پگھلا کر اسے بیچا اور اس کی قیمت کھائی۔

حضور ﷺ نے جب ان نجس چیزوں کی تجارت کو ناجائز قرار دیا تو لوگوں نے ان میں سے چربی کے کچھ استعمال بتائے کہ اس نجس چربی کو ہم مختلف طرح سے استعمال کرتے ہیں تو کیا یہ استعمال اس کی خرید و فروخت کو جائز قرار دے دیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں" یعنی اس کے یہ استعمال بھی اس کی خرید و فروخت کو جائز نہیں بنا سکتے۔ مذکورہ حدیث کے بارے میں امام شوکانی رحمہ اللہ کے کلام کا حاصل ہے کہ آپ ﷺ کے فرمان "نہیں، یہ حرام ہے" کا معنی ہے کہ یہ گمان نہ کرو کہ چربی کے یہ فوائد اس کی تجارت کو جائز قرار دلوا سکتے ہیں اس کی بیع حرام ہے۔[18]

دیگر نجس اشیاء کی مانند رسول اللہ ﷺ نے کتے کی خرید و فروخت سے بھی منع فرمایا ہے۔ ابو مسعود الانصاری سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کے نذرانے سے منع فرمایا۔[19] اسی طرح ما قبل میں پیش کی گئی روایت میں بھی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ سے کتے کی خرید و فروخت کے منع ہونے کو بیان کیا ہے۔[20]

سنن نسائی کی ایک روایت میں کتے کی خرید وفروخت کی ممانعت سے شکاری کتے کا استثناء موجود ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ، وَالْكَلْبِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ۔[21]

رسول اللہ ﷺ نے بلی اور کتے کی قیمت سے منع فرمایا مگر شکاری کتے کی قیمت لی جاسکتی ہے۔

ابو عبد الرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ حجاج کی حماد بن سلمہ سے مروی (بیان کردہ) روایت صحیح نہیں۔ امام صاحب کی بات کی تائید دوسرے محدثین نے بھی کی ہے کیونکہ یہ روایت شکاری کتے کے استثنا کے بغیر صحیح اسناد کے ساتھ آتی ہے۔ یہی روایت صحیح مسلم میں موجود ہے جو اوپر ذکر ہو چکی مگر اس میں شکاری کتے کا استثناء مذکور نہیں۔

کسی بھی چیز کے مختلف استعمال ہو سکتے ہیں۔ جو چیز ناپاک ہے اس کا کوئی بھی استعمال جائز نہیں۔ جب کسی چیز کا کوئی بھی استعمال جائز نہیں تو پھر اسے خریدنا اور بیچنا مال کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اس لیے اس کی خرید و فروخت جائز نہ ہو گی۔ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کا استعمال معروف اور مقرر ہوتا ہے جیسے شراب پینے کے لیے اور بت عبادت کرنے کے لیے۔ جب شراب کو پینا حرام ہے پھر اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہوئی اور جب بتوں کی عبادت کرنا حرام ہے تو انہیں بیچنا یا خریدنا بھی ناجائز ہوا۔ جب مردار اور خنزیر کے گوشت کو کھانا حرام ہے تو انہیں خریدنا اور بیچنا بھی حرام ہو گا کیونکہ ان کا اصل استعمال یہی ہے۔

متنجس

وہ طاہر چیز جس میں کوئی نجاست مل گئی ہو جیسے گھی میں چوہا یا کوئی اور ناپاک چیز گر جائے، دباغت سے پہلے مردار کی جلد یا وہ کپڑے جن پر کوئی نجاست گر گئی ہو۔ اس کی درج ذیل اقسام متصور ہیں:

1. **وہ متنجس جسے پاک کرنا ممکن ہو:** اسے بیچنا جائز ہے بشرطیکہ اسے نجاست سے پاک کر کے بیچا جائے۔ کیونکہ نجاست سے پاک ہونے کے بعد وہ طاہر ہے اور طاہر کی خرید و فروخت جائز ہے۔
2. **وہ متنجس جسے پاک کرنا ممکن نہ ہو:** اسے خرید و فروخت کے حرام ہونے میں نجس کے ساتھ ہی ملایا جائے گا کیونکہ وہ نجس ہی کے معنی میں ہے۔ اس کی دلیل سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ فَقَالَ: أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوهُ، وَكُلُوا سَمْنَكُمْ۔[22]

رسول کریم ﷺ سے چوہے کے بارے میں پوچھا گیا جو گھی میں گر گیا تھا۔ فرمایا اس کو نکال دو اور اس کے آس پاس (کے گھی) کو نکال پھینکو اور اپنا (باقی) گھی استعمال کرو۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اتنے گھی کو گرانے کا حکم دیا جتنا چوہے کے ناپاک جسم کے ساتھ لگا تھا۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اس گھی کو پاک کر کے استعمال کرنا ممکن نہیں تھا کیونکہ اس گھی کو گرانا مال کو ضائع کرنا ہے جو کہ گناہ ہے۔[23] جب آپ ﷺ نے گھی کو گرانے کا حکم دیا تو اس کا مطلب ہے کہ اسے پاک کرنا ممکن نہیں تھا ورنہ آپ اسے گرانے کا حکم نہ دیتے۔ اگر اس طرح کے متنجس مائع میں کوئی چیز ڈال کر، اسے آگ پر ابال کر یا کوئی کیمیکل وغیرہ استعمال کر کے پاک کرنا ممکن ہو تو اسے ضائع نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے پاک کر کے استعمال کر لیا جائے گا یا بیچ دیا جائے گا۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفِي قول النبي ﷺ: (إِنَّ اللّٰهَ إِذَا حَرَّمَ شَيْئًا أَوْ حَرَّمَ أَكْلَ شَيْءٍ حَرَّمَ ثَمَنَهُ)، يُرَادُ بِهِ أَمْرَانِ، أَحَدُهُمَا: مَاهُوَحَرَامُ الْعَيْنِ وَالِانْتِفَاعِ جُمْلَةً، كَالْخَمْرِ، وَالْمَيْتَةِ، وَالدَّمِ، وَالْخِنْزِيرِ، وَآلَاتِ الشِّرْكِ، فَهَذِهِ ثَمَنُهَا حَرَامٌ كَيْفَمَا اتَّفَقَتْ، وَالثَّانِي: مَا يُبَاحُ الِانْتِفَاعُ بِهِ فِي غَيْرِ الْأَكْلِ، وَإِنَّمَا يَحْرُمُ أَكْلُهُ كَجِلْدِ الْمَيْتَةِ بَعْدَ الدِّبَاغِ، وَكَالْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَالْبِغَالِ وَنَحْوِهَا مِمَّا يَحْرُمُ أَكْلُهُ دُونَ الِانْتِفَاعِ بِهِ، فَهَذَا قَدْ يُقَالُ: إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ فِي الْحَدِيثِ، وَإِنَّمَا يَدْخُلُ فِيهِ مَا هُوَ حَرَامٌ عَلَى الْإِطْلَاقِ. وَقَدْ يُقَالُ: إِنَّهُ دَاخِلٌ فِيهِ،

وَيَكُونُ تَحْرِيمُ ثَمَنِهِ إِذَا بِيعَ لِأَجْلِ الْمَنْفَعَةِ الَّتِي حَرُمَتْ مِنْهُ، فَإِذَا بِيعَ الْبَغْلُ وَالْحِمَارُ لِأَكْلِهِمَا، حَرُمَ ثَمَنُهُمَا بِخِلَافِ مَا إِذَا بِيعَا لِلرُّكُوبِ وَغَيْرِهِ، وَإِذَا بِيعَ جِلْدُ الْمَيْتَةِ لِلِانْتِفَاعِ بِهِ، حَلَّ ثَمَنُهُ، وَإِذَا بِيعَ لِأَكْلِهِ، حَرُمَ ثَمَنُهُ، وَطَرْدُ هَذَا مَا قَالَهُ جُمْهُورٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ، كأحمد، ومالك وَأَتْبَاعِهِمَا۔[24]

رسول اللہ ﷺ کے فرمان "اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام کرتے ہیں یا کسی چیز کا کھانا حرام کرتے ہیں تو اس کی قیمت بھی حرام کر دیتے ہیں" سے دو امور مراد ہیں: اول یہ کہ وہ چیزیں جو حرام العین ہیں اور ان سے فائدہ حاصل کرنا بھی مکمل طور پہ حرام ہے، جیسے شراب، مردار، خون، خنزیر اور شرک کے آلات۔ ان ساری چیزوں کی قیمت جیسے بھی ملے حرام ہے۔ دوم وہ چیزیں جن سے کھانے پینے کے علاوہ کوئی اور فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔ ان چیزوں کو صرف کھانا حرام ہے، جیسے رنگنے کے بعد مردار کی جلد، گھریلو گدھے، خچر اور اس طرح کی چیزیں جنہیں کھانا حرام ہے ان سے فائدہ حاصل کرنا حرام نہیں۔ ان چیزوں کے بارے میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس حدیث میں داخل نہیں ہیں۔ اس حدیث میں صرف وہ چیزیں داخل ہیں جو مطلقاً حرام ہیں اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ بھی اس حدیث میں داخل ہیں اور ان کی قیمت تب حرام ہو گی جب انہیں اس منفعت کے لیے بیچا جائے جو منفعت حرام ہے۔ جب خچر اور گدھے کو کھانے کے لیے بیچا جائے تو ان کی قیمت حرام ہو گی لیکن اگر انہیں سواری وغیرہ کے لیے بیچا جائے تو ان کی قیمت حرام نہیں ہو گی اور جب مردار کی جلد استعمال کرنے کے لیے بیچی جائے تو اس کی قیمت جائز ہو گی اور جب کھانے کے لیے بیچی جائے تو اس کی قیمت حرام ہو گی۔ امام احمد، امام مالک اور ان کے پیروکاروں میں سے جمہور فقہاء نے ایسے ہی کہا ہے۔

امام شوکانی بھی اسی ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

إذا علم البائع أنَّ المشتري اشترى الحمار الأهلي ليأكله، حَرُمَ عليه بيعه؛ لأنَّ هذا البيع وسيلة للحرام،ووسائل الحرام حرام۔[25]

جب فروخت کنندہ کو پتہ چل جائے کہ خریدار نے گھریلو گدھا کھانے کے لئے خریدا ہے تو اسے گدھا بیچنا حرام ہو گا کیونکہ یہ بیع حرام کا وسیلہ ہے اور حرام کے وسائل بھی حرام ہیں۔

جسے کسی ایسی چیز کی ضرورت ہو جس سے فائدہ اٹھانا حلال ہے لیکن اس کی خرید و فروخت حرام ہے جیسے ناپاک گوبر، کتا یا بلی اور اسے ایسی چیزیں بغیر قیمت کے کہیں سے نہ ملیں تو اس کے لیے ضرورت کی بنیاد پر انہیں خریدنا جائز ہو گا۔ جب فروخت کنندہ کو یہ پتہ چل گیا کہ اس چیز کی قیمت حرام ہے تو خریدار اس چیز کو خرید کر اپنا مقصد پورا کر لے گا اور اسے بیچنے کا گناہ فروخت کنندہ پر ہو گا۔

ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

لايحل بيع الكلب،فمن اضطُرَّ إليه ولم يجد من يعطيه إياه، فله ابتياعه، وهو حلال للمشتري حرام على البائع۔[26]

کتے کو بیچنا جائز نہیں ہے، جسے اس کی ضرورت ہو اور اسے کوئی مفت میں دینے والا نہ ملے تو وہ اسے خرید سکتا ہے اسے خریدنا خریدنے والے کے لیے حلال ہو گا، بیچنے والے کے لیے بیچنا اور اس کی قیمت لینا حرام ہو گا۔

معلوم ہوا کہ کسی بھی چیز کی خرید و فروخت جائز ہونے کے لیے اس چیز میں نفع کا وجود بنیادی شرط ہے۔ اگر کسی چیز میں فائدہ موجود نہیں تو اس کی خرید و فروخت مال کا ضیاع ہے اور شریعت اسلامیہ نے مال کے ضیاع سے منع کیا ہے۔ لہذا کہا جائے گا کہ کسی

چیز میں فائدے کے وجود سے اس کی خرید و فروخت کا جواز لازم نہیں آتا لیکن کسی چیز میں فائدہ نہ ہونے سے اس کی خرید و فروخت کا ناجائز ہونا لازم آتا ہے۔

حاصل بحث

اس بحث کا خلاصہ ان نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

1. وہ پاک چیز جو انسان کے لیے مفید ہے، اس کی خرید و فروخت جائز ہے جب تک اس کے عدمِ جواز کی دلیل نہ پائی جائے۔ ایسی صرف چند ایک چیزیں ہیں جن کے طاہر اور مفید ہونے کے باوجود ان کی تجارت کے ناجائز ہونے کی نص موجود ہے، جیسے بلی، قربانی کا گوشت اور چمڑا۔
2. جو چیز انسانوں کے لیے غیر مفید ہے اور اس کا کوئی بھی جائز مفید استعمال موجود نہیں اس کی خرید و فروخت ناجائز ہے جیسے غیر مفید حشرات اور ڈیکوریشن کے لیے استعمال ہونے والے مجسمے وغیرہ۔
3. وہ چیزیں جو انسان کے لیے نقصان دہ ہیں، ان کی خرید و فروخت بھی ناجائز ہے جیسے تمباکو سگریٹ پان گٹکا وغیرہ۔
4. ناپاک چیزوں کی خرید و فروخت مطلقاً حرام ہے خواہ ان میں کوئی فائدہ موجود ہو یا نہ ہو جیسے مردار، کتا اور خنزیر وغیرہ۔
5. وہ چیزیں جن میں کوئی نجاست مل گئی وہ جب تک ناپاک رہیں ان کی خرید و فروخت ناجائز ہے لیکن اگر ان کی نجاست دور کر دی جائے تو ان کی خرید و فروخت جائز ہو گی۔

حوالہ جات و حواشی

1 سورۃ البقرۃ 2:29۔

2 ابن قدامۃ، موفق الدین عبد اللہ بن احمد، **روضۃ الناظر وجنۃ المناظر**، (لبنان: مؤسسۃ الریّان للطباعۃ والنشر والتوزیع، 2002ء)، 1/134۔

3 الشنقیطی، محمد امین بن محمد المختار، **مذكرة أصول الفقه على روضة الناظر**، (بیروت: دار ابن حزم، 2019ء)، ص 24۔

4 ابن عاشور، محمد الطاہر بن محمد، **التحریر والتنویر**، (تیونس: الدار التونسیۃ للنشر 1984ء)، 1/381۔

5 مسلم، ابو الحسین ابن الحجاج، **صحیح مسلم**، (القاہرۃ: مطبعۃ عیسى البابي الحلبي وشرکاہ، 1955ء)، کتاب المساقاۃ، باب تحریم ثمن الکلب، رقم الحدیث: 4015۔

6 ایضاً، کتاب الحج، باب فی الصدقہ بلحوم الهدی، رقم الحدیث: 3180۔

7 الحاکم النیسابوری، محمد بن عبد اللہ، **المستدرك على الصحيحين**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1411ھ)، 2/422۔

8 النسائی، احمد بن شعیب، **السنن**، (قاہرۃ: المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، 1348ھ)، کتاب الزینۃ، باب تحریم الذہب علی الرجال، رقم الحدیث: 5151۔

9 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (دمشق: دار ابن کثیر، 1993ء)، کتاب الاستقراض واداء الدیون، باب ماینهی عن اضاعۃ المال، رقم الحدیث: 2408۔

10 النووی، محی الدین بن شرف، **المجموع شرح المهذب**، (قاہرۃ: ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، 1344ھ)، 9/241۔

11 الشافعی، محمد بن ادریس، **الأم**، (بیروت: دار الفکر، 1983ء)، 3/12۔

12 الشوکانی، محمد بن علی، **السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار**، (بیروت: دار ابن حزم، سن ندارد)، ص 493۔

13 ابن ماجۃ، محمد بن یزید، **السنن**، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، کتاب الاحکام، باب من بنی فی حقه مایضر بجارہ، رقم الحدیث: 2341،

یہ حدیث حسن ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: احمد بن حنبل، الامام، **المسند**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء)، 5/55؛ الالبانی، محمد ناصر الدین، **سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها**، (ریاض: مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، 1995ء)، ص250۔

14 سورۃ البقرۃ2:195۔

15 البغوی، ابو محمد الحسین بن مسعود، **معالم التنزيل**، (ریاض: دار طیبۃ للنشر والتوزیع، 1997ء)، 1/215۔

16 سورۃ المائدۃ5:3۔

17 البخاری، **الجامع الصحيح**، كتاب البيوع، باب بيع الميتة والاصنام، رقم الحدیث:2236۔

18 الشوکانی، محمد بن علی، **نيل الأوطار**، (مصر: دار الحدیث، 1993ء)، 5/169۔

19 مسلم، **صحيح مسلم**، كتاب المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب وحلوان الكاهن ومهرالبغى، رقم الحدیث:4011۔

20 ایضاً، رقم الحدیث:4015۔

21 النسائی، **السنن**، كتاب الصيدوالذبائح، باب الرخصة فى ثمن الكلب الصيد، رقم الحديث:4300، قَالَ أَبُوعَبْدِالرَّحْمَنِ: وحَدِيثُ حَجَّاجٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ۔

22 البخاری، **الجامع الصحيح**، كتاب الوضوء، باب مايقع من النجاسات فى السمن والماء، رقم الحدیث:235۔

23 ایضاً، كتاب الاستقراض واداءالديون، باب ماينهى عن اضاعة المال، رقم الحدیث:2408۔

24 دیکھیے: ابن قیم الجوزیۃ، محمد بن ابی بکر، **زاد المعاد في هَدي خير العباد**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1996ء)، 5/676۔

25 الشوکانی، **السيل الجرار**، 3/24۔

26 ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید، **المحلّى بالآثار**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1408ھ)، 9/13۔